ڈاکٹر ابصار احمد

حرفِ اوّل

قیامِ پاکستان جن نظریاتی بنیادوں پر آج سے لگ بھگ ساڑھے چھتیس برس قبل برِصغیر کے مسلمانوں کی اجتماعی مساعی اور مشیتِ ایزدی کے تحت معرضِ وجود میں آیا تھا وہ کسی بھی پڑھے لکھے اور سوچنے سمجھنے والے پاکستانی سے پوشیدہ نہیں اور اس کے بارے میں اختلاف رائے کی قطعاً گنجائش نہیں۔ یہ حقیقت سب کے نزدیک مسلّمہ ہے کہ برصغیر میں ایک علیحدہ مملکت کا مطالبہ صرف اسلامی نظریۂ حیات اور دینِ متین کو عملی شکل میں نافذ کرنے کے لئے کیا گیا تھا۔ لیکن اتنا طویل عرصہ گزر جانے کے بعد بھی ہم نے اس سمت میں کتنی پیش رفت کی ہے ــــ ؟

اس سوال کا جواب ہر ذی شعور پاکستانی مسلمان کے لئے انتہائی اہمیت کا حامل ہے جس کے ساتھ اس کے ملّی تشخص کی ضمانت اور دنیا اور آخرت کی فلاح و کامیابی وابستہ ہے۔ راقم الحروف کے سامنے اس وقت چند روز قبل کا ایک مؤقر روزنامہ ہے۔ جس کے سرورق پر جلی حروف میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ اسلام آباد میں حال ہی میں منعقد ہونے والے علماء کنونشن میں ایک متعلقہ علماء کمیٹی نے یہ بات برملا کہی ہے کہ تاحال پاکستان کی پچانوے فیصد معیشت سود پر چل رہی ہے اور غیر سودی سکیمیں اور بنک کھاتے محض نام کی تبدیلی سے زیادہ کچھ نہیں۔ کمیٹی نے یہ بھی مطالبہ کیا ہے کہ بلاسود بینکاری کی جملہ سکیموں کو اسلامی نظریاتی کونسل کے سامنے پیش کیا جائے اور مناسب جرح و تعدیل کے بعد کونسل کی تجاویز اور سفارشات کے ساتھ ان سکیموں کو رائج کیا جائے۔ تاکہ یہ تمام سکیمیں اور بینکاری کے نظام فی الواقع سود کی لعنت سے پاک اور اسلامی معیشت کے اصولوں پر مبنی ہوں۔

قومی و ملکی سطح پر ہمارا یہی حال ایک اور انتہائی اہم شعبے یعنی نظامِ تعلیم میں ہے جسمیں تمام تر بلند بانگ دعاوی کے باوجود کوئی خاص مثبت پیش رفت نہیں ہوئی۔ اور چند سطحی

تبدیلیوں کے ساتھ انگریز سامراج کا تعلیمی نظام و نصاب اب تک ہمارے سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھایا جاتا ہے اور قرآن و حدیث اور اسلامی عقائد پر مبنی تعلیمات ابھی تک مختلف تعلیمی کورسز میں وہ اہمیت حاصل نہیں کر سکی ہیں جو انہیں حاصل ہونا چاہیئے تھی اور جن کے ساتھ پاکستان کی نوجوان نسل کو مزین ہونا چاہیئے تھا۔ اس کا نتیجہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔ کالجوں اور یونیورسٹیوں سے فارغ ہونے والے طلباء میں کتاب و سنت کی بنیادی باتوں سے واقفیت کا فقدان ہے ـــــ اور ظاہر ہے کہ اگر علم ہی نہ ہو تو عمل کا کیا سوال ہے۔ چنانچہ یہ طلباء اسلامی نظریۂ حیات کو ٹھوس اور حقیقی معنوں میں زندگی کے مختلف شعبوں میں نافذ کرنے کی معمولی سے معمولی خواہش و آرزو سے تہی دامن ہیں ـــ اس کے بالکل برعکس اکثریت کا حال یہ ہے کہ وہ غیر اسلامی اور مغربی دنیا کے نام نہاد مفکرین کے ملحدانہ تصورات و نظریات کا راگ الاپتے ہیں۔ اور پاکستان میں رہتے ہوئے اور یہاں کی ہر سہولت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بھی بدیسی نظریات اور فلسفیانہ افکار کی طرف رغبت رکھتے ہیں۔

یہ صورت حال کم از کم ان لوگوں کے لئے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتی ہے جو اپنے آپ کو سچا مسلمان اور ملک و ملت کا خیر خواہ تصور کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اس تصور کے مطابق سعی و عمل کی توفیق ارزانی کریں آمین ثم آمین !